102445 _ حمل كى كم از كم مدت

سوال

والدین کی رخصتی اور بچے کی تاریخ ولادت کے درمیان چھ ماہ کا عرصہ ہے، کیا بچہ یہ سوال کرے کہ واقعی وہ چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا یا کہ والدین نے اس تاریخ سے قبل عقد نکاح کیا تھا یا اسے اس معاملہ کو ویسے ہی چھوڑ دینا چاہیے اور والد کی طرف منسوب ہو اور کوئی سوال نہ کرے ؟

اور کیا بچہ والدین سے یہ دریافت کر سکتا ہے کہ کیا وہ نماز ادا کرتے تھے یا نہیں تا کہ عقد نکاح کی صحت معلوم ہو سکے ؟

يسنديده جواب

الحمد للم.

علماء کرام کا فیصلہ ہیے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہیے، اگر عورت کیے ہاں رخصتی اور خاوند کیے دخول کیے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوتا ہیے تو یہ بچہ خاوند کی طرف منسوب کیا جائیگا، اور صرف گمان اور احتمال کی بنا پر بچے کی والد کی طرف سیے نفی نہیں کی جائیگی کیونکہ بچہ بستر والیے کا ہیے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك شخص نے كنواری عورت سے شادی كی اور اس كے دخول كے چھ ماہ بعد بچہ پيدا ہو گيا تو كيا اس بچے كى نسبت والد كى طرف كى جائيگى ؟

شيخ الاسلام كا جواب تها:

" اگر دخول کیے چھ ماہ کیے بعد چاہیے ایك لحظہ بعد ہی بچہ پیدا ہو تو سب آئمہ كا اتفاق ہیے كہ بچہ والد كی طرف منسوب ہو گا، اس طرح كا واقعہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ كیے دور میں بھی پیش آیا اور صحابہ كرام نے چھ ماہ كیے بعد بچہ پیدا ہونے كیے امكان كا استدلال اس فرمان باری تعالی سے كیا:

اور اس كا حمل اور دوده چهڑانے كى عمر تيس ماه ہيں الاحقاف (15).

اور اس فرمان باری تعالی سے بھی:

اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں البقرۃ (233).

×

اگر تیس ماہ سے رضاعت کی مدت دو برس ہو تو پھر حمل چھ ماہ کا ہوگا، تو اس طرح آیت میں کم از کم حمل کو اور رضاعت کی پوری مدت کو جمع کیا گیا ہے " انتہی

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ علی رضی اللہ تعالی عنہ کا اس مسئلہ پر استنباط کے متعلق کہتے ہیں: یہ ایك قوی استنباط ہے اور عثمان اور صحابہ كرام كی ايك جماعت نے بھی موافقت كی ہے " انتہی

ديكهين: تفسير القرآن العظيم (4 / 158).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے، اور یہ قرآن مجید کی دلالت کا مقتضی ہے قرآن میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کا عرصہ تیس ماہ سے .

اور یہ فرمان:

اور اس کا دوده چهڙانا دو برسوں ميں .

جب ہم دودھ چھڑانے کی عمر دو برس لیتے ہیں تو حمل کے لیے باقی چھ ماہ رہ جاتے ہیں، اور یہ واضح ہے " انتہی دیکھیں: الشرح الممتع (13 / 339).

اور اس بنا پر آپ کا اپنے والد کی طرف منسوب ہونا صحیح ہے، اور اس میں کسی بھی قسم کے شك کو کوئی گنجائش نہیں اور اسی طرح آپ کے لیے یہ بھی لازم نہیں کہ آپ اپنے والدین سے دریافت کریں کہ آیا وہ نماز ادا کرتے تھے نہیں ؟ کیونکہ اصل یہی ہے کہ عقد نکاح صحیح ہے۔

والله اعلم.